تحقیق مزید

و

حقیقتِ یزید

(یزید کی پہچان)

و

رسالہ بنات الرسول

ناشر

سعید بک فاؤنڈیشن سرگودھا

جملہ حقوق محفوظ ہیں

من مات علی حب آل محمد مات علی السنۃ والجماعت (حدیث نبوی)

تحقیق مزید

فی

حقیقت یزید

(یزید کی پہچان)

مرتب

مناظر اسلام حضرت مولانا صوفی سردار محمد نشان

ناظم مسجد و مدرسہ جامع قادریہ محلہ بلال پارک گلی نمبر ۱ کامونکی گوجرانوالہ

ناشر

سعید بک فاؤنڈیشن سرگودھا

حرف آغاز

ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمّت میں ایک خارجی ٹولہ ہے۔ جو کہ یزید علیہ ما یستحقہ کو بڑے بڑے جھوٹے القابات دیتے ہیں۔ اور یزید کو اپنا امیر اور جنتی مانتے۔ حالانکہ واقعہ کربلا کے بعد کسی مسلم شخصیت نے یزید کو اچھا نہیں کہا اور کئی کتابیں یزید کی مدح میں لکھ دیں۔ اس لئے فقیر نے خارجیوں کو بے نقاب کرنے کیلئے قلم اٹھایا تاکہ سادہ مسلمان خارجیوں کے ناپاک عزائم سے بچ کر اہل بیت اطہار کے دامن سے وابستہ ہو جائیں

اللہ تعالیٰ میری اس سعی کو قبول فرما کر توشۂ آخرت بنا دے آمین ثم آمین

سردار محمد نشان

۸ اگست ۱۹۸۸

بجاہ سید المرسلین

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

امّا بعد! اللہ کریم کا ہزار بار شکر ہے۔ کہ جس نے ہمیں کنتم خیر اُمّتہ بنایا۔ اور خصوصاً اہل سنّت والجماعت ناجی فرقہ ہونے کی توفیق بخشی بعض جاہل یہ کہتے ہیں۔ کہ اہل سُنت والجماعت کا نام حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں نہیں تھا۔

یہ ان کا خیال بالکل بے بنیاد اور حدیث صحیح کے خلاف ہے اور حدیث تواتر سے ثابت ہے۔ پہلے فقیر قرآن کریم سے ثابت کرتا ہے۔ یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ۔ القرآن (ترجمہ) جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ! اسی آیت کے تحت حافظ ابن کثیر رقمطراز ہیں۔ اس حدیث کی بہت سی سندیں ہیں۔ پھر فرمایا۔ اس دن سفید چہرے بھی ہوں گے۔ اور سیاہ منہ بھی ہونگے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ کہ اہل سنّت والجماعت کے منہ سفید نورانی ہوں گے، اور اہل بدعت وفرقت کے کالے مُنہ ہوں گے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ کالے مُنہ والے منافق ہوں گے۔ جن سے کہا جائیگا۔ کہ تم نے ایمان کے بعد کفر کیوں کیا۔ (تفسیر ابن کثیر مترجم ص ۱۱ ج ۱) اور یہی حدیث حافظ الحدیث مفسر قرآن جلال الملۃ والدین سیدنا امام جلال الدّین سیوطی رح نے اپنی تفسیر درمنثور ص ۴۳ ج ۲ میں نقل کی ہے۔ اب تفاسیر کے حوالے نقل کئے جاتے ہیں۔

فتح القدیر للشوکانی ص ۳۷۱ ج اوّل

خازن برحاشیہ معالم ص ۲۵ ج ۴

جامع البیان برحاشیہ داؤد غزنوی ص ۹۷ ج ۱

اب غیر مقلد وہابی وحید الزمان کی عبارت ملاحظہ ہو

اما الاحناف والشوافع والمالکیۃ والحنابلۃ فھم مسلمون داخلون فی زمرۃ اہل السنت والجماعت (ترجمہ) لیکن حنفی اور شافعی اور مالکی اور حنبلی تمام مسلمان ہیں۔ اور اہل سنت والجماعت کے گروہ میں شامل ہیں:

وحید الزمان کی عبارت اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا۔ کہ اہل سنت والجماعت کے علاوہ تمام فرقے مرتدوں کے ہیں۔ جو مذاہب اربعہ سے باہر ہو وہ مسلمان نہیں نزول الابرار ص ۹

اب فقیر یزید بن معاویہ کا مختصر تعارف پیش کرتا ہے کہ یزید نے اہل بیت اطہار کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ تعارف سے پہلے ایک جھوٹی روایت کا ازالہ کیا جاتا ہے۔ بعض جاہل یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ یزید کو اپنے کاندھے پر بٹھا کر بارگاہ رسالت تشریف لائے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! کہ دیکھو جنتی کے کاندھے پر جہنمی سوار ہے۔ حالانکہ یزید سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پیدا ہوا۔ اور اکثر تاریخ دان یزید کی پیدائش ۲۵ھ یا ۲۷ھ نقل کرتے ہیں۔ جن میں علامہ جلال الدین سیوطی رح تاریخ الخلفاء میں بیان فرماتے ہیں۔ اب رہا خارجیوں کا استدلال جو یزید کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ یزید نے دریائی جنگ لڑی۔ قسطنطنیہ کو فتح کیا اور قسطنطنیہ کے لشکر کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بخشش کی خوشخبری دی ہے۔ یہ حدیث اسحاق بن یزید دمشقی سے مروی ہے اسی حدیث کے متعلق وحید الزمان لکھتا ہے۔ کہ یہ واقعہ ۵۸ھ میں ہوا اس حدیث سے بعضوں نے نکالا ہے۔ جیسے مہلب نے۔ کہ یزید کی خلافت

صحیح تھی۔ وہ بہشتی ہے۔ میں کہتا ہوں۔ سبحان اللہ اس حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے۔ کہ یزید کی خلافت صحیح ہے۔ کیونکہ جب یزید قسطنطنیہ پر چڑھ کر گیا تھا۔ اس وقت معاویہ زندہ تھے۔ انہیں کی خلافت تھی۔ اور معاویہ کی خلافت تاحیات باتفاق علماء صحیح تھی۔ اس لئے کہ امام برحق جناب امام حسن علیہ السلام نے خلافت ان کو تفویض کی تھی۔ اب لشکر والوں کی بخشش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ اس کا ہر فرد بھی بخشا جائے۔ اور بہشتی ہو۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑا۔ اور آپ نے فرمایا۔ وہ دوزخی ہے اور بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔ جیسے اوپر حدیث میں گزر چکا۔ یزید نے پہلے اچھا کام کیا۔ کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی۔ مگر خلیفہ ہونے کے بعد تو اس نے وہ وہ گن پیٹ سے نکالے۔ کہ معاذ اللہ امام حسین رض کو قتل کرایا۔ اہل بیت کی اہانت کی۔ جب سر مبارک امام آیا۔ تو مردود کہنے لگا۔ میں نے بدر کا بدلہ لیا۔ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی۔ حرم محترم میں گھوڑے بندھوائے۔ مسجد نبوی کی اور قبر شریف کی توہین کی۔ مکہ پر چڑھائی کی۔ وہاں منجنیق لگائی۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کروایا۔ حجاج ظالم اپنے کے ہاتھ سے ایک لاکھ صحابہ اور تابعین اور بزرگوں کو ناحق قتل کرایا۔ کیا ان کرتوتوں کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور اور بہشتی کہہ سکتا ہے۔ قسطلانی رح نے کہا۔ یزید امام حسین رض کے قتل سے خوش اور راضی تھا۔ اور ان کی اہانت پر بھی۔ اور یہ امر متواتر ہے۔ اس لئے ہم اس کے باب میں توقف نہیں کرتے۔ بلکہ اس کے ایمان میں بھی ہم کو کلام ہے۔ اللہ کی لعنت اس پر اور اس کے مددگاروں پر

(بخاری شریف مترجم ص۸۴ باب الجہاد)

اسی حدیث کے متعلق وحید الزمان لکھتا ہے۔ کہ یہ لڑائی ۶۳ھ میں

میں ہوئی۔ یزید پلید کے لشکر نے اہل مدینہ پر حملہ کیا۔ اور مدینہ منورہ کو لوٹا اور ویران کیا۔ حرہ مدینہ منورہ کا میدان ہے۔ وہاں جنگ ہوئی۔ کئی روز تک حرم محترم میں نماز نہیں ہوئی۔ اور مردود یزید کے لشکر والوں نے مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے۔ لعنۃ اللہ علیہ علی اتباعہ وانصارہ (بخاری شریف مترجم کتاب الھبۃ ص۱۶)

اسی حدیث کے متعلق علامہ قسطلانی رقم طراز ہیں

وکان اول من غزا الی مدینۃ قیصر یزید بن معاویۃ ومعہ جماعۃ من سادات الصحابۃ کابن عمر وابن عباس وابن الزبیر وابی ایوب الانصاری وتوفی بھا سنۃ اثنین وخمسین (۵۲ھ) من الھجرۃ واستدل بھا المھلب علی ثبوت خلافت یزید وانہ من اھل الجنۃ لدخولہ فی عموم قولہ مغفور لھم واجیب بان ھذا اجار علی طریق الحمیّۃ لبنی امیۃ ولا یلزم من دخولہ فی ذلک العموم ان لا یخرج بدلیل خاص اذ لا خلاف ان قولہ علیہ السلام مغفور لھم مشروط بکونہ من اھل المغفرۃ حتی لو ارتد واحد ممن غزاھا بعد ذلک لم یدخل فی ذلک العموم اتفاقا قالہ ابن المنیر (ارشاد الساری ص۱۰۴ ج ۵)

ترجمہ۔ اور جس نے سب سے پہلے مدینہ قیصر (قسطنطنیہ) پر دھاوا بولا وہ یزید تھا۔ اور اس کے ساتھ سادات صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت تھی۔ جیسے ابن عمر، ابن عباس، ابن زبیر اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم جنہوں

نے وہیں ۵۲ھ میں وفات پائی۔ اس سے مہلب نے یزید کی خلافت اور اس کے اہل جنت ہونے کا استدلال کیا ہے۔ کہ وہ حدیث کے اس جملہ (مغفور لہم) کے عموم میں داخل ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے۔ کہ یہ محض بنی اُمیہ کی حمایت کے جذبہ میں بات کہی گئی ہے۔ اور یزید کے اس عموم میں داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ وہ کسی اور خاص دلیل سے اس سے خارج بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ کہ حضور علیہ السلام کا یہ قول (مغفور لہم) جہاد قسطنطنیہ کے سب شرکاء بخش دیئے گئے۔ اس شرط سے مشروط ہے۔ کہ یہ لوگ مغفرت کے ہوں۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص اس غزوہ کے بعد ان میں مرتد ہو جائے۔ وہ بالاتفاق اس بشارت میں داخل نہیں ہوگا۔

یہ بات ابن منیر نے کہی۔ اس عبارت سے واضح ہے۔ کہ مہلب اور دوسرے لوگ جنہوں نے یزید کی فضیلت یا خلافت پر اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ وہ ابن منیر اور قسطلانی کی نظر میں مشتبہ اور مخدوش ہیں۔

اسی جہاد کے متعلق علامہ عینی رح فرماتے ہیں

وقال صاحب المرآۃ والاصح ان یزید ابن معاویۃ غزا القسطنطنیۃ فی سنۃ اثنین وخمسین ۵۲ھ وقیل سیر معاویۃ جیشا مع سفیان بن عوف الی القسطنطنیۃ فادخلوا فی البلاد الروم وکان فی ذلک الجیش ابن عباس وابن عمر وابن الزبیر وابوایوب الانصاری وتوفی ابوایوب فی مدۃ الحصار قلت الاظہر ان ہولاء السادات من الصحابۃ کانوا مع سفیان ہذا ولم یکونوا مع یزید

بن معاویۃ لانہ لم یکن اھلا بان یکون ھولاء

السادات فی خدمتہ وقال المھلب فی ھذا الحدیث منقبۃ

لمعاویۃ لانہ اول من غزا البحر و منقبۃ لولدہ یزید

لانہ اول من غزا مدینۃ قیصر انتھی قلت ای منقبۃ کانت

لیزید وحالہ مشھور فان قلت قال صلی اللہ علیہ وسلم فی

حق ھذا الجیش مغفور لھم قلت لا یلزم من دخولہ فی ذلک

العموم ان لا یخرج بدلیل خاص اذ لا یختلف اھل العلم ان قولہ

صلی اللہ علیہ وسلم مغفور لھم مشروط بان یکونوا من اھل

المغفرۃ حتی لو ارتد واحد ممن غزاھا بعد ذلک لم یدخل

ذلک العموم فدل علی ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرۃ

فیہ منھم (عمدۃ القاری ص ۱۹۹ ج ۱۴)

ترجمہ :۔ اور صاحب مرآۃ کہتے ہیں۔ کہ صحیح بات یہ ہے۔ کہ یزید بن معاویہ

نے قسطنطنیہ کا سنہ ۵۲ھ میں کیا۔ اور کہا گیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے قسطنطنیہ

پر چڑھائی کیلئے ایک لشکر بھیجا۔ جس کے امیر سفیان بن عوف تھے۔

جنہوں نے بشدت تمام روم کے علاقوں پر حملہ کیا۔ اور اس لشکر میں ابن

عباس، ابن عمر، ابن زبیر اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم تھے۔ اور

ابو ایوبؓ اسی محاصرہ کے درمیان قسطنطنیہ میں وہیں وفات پا گئے۔ میں

کہتا ہوں۔ صاحب المرآۃ کھلی ہوئی بات یہ ہے۔ کہ اکابر صحابہ اس سفیان

بن عوف کے ساتھ تھے۔ یزید کے ساتھ نہ تھے۔ کیونکہ یزید اس کا اہل

نہ تھا۔ کہ یہ بڑے بڑے اکابر اس کی خدمت میں (ماتحت کی حیثیت

سے) رہیں۔ مہلب نے کہا۔ کہ اس حدیث سے معاویہؓ کی منقبت ثابت

ہوتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے ہی سب سے پہلے دریائی جنگ لڑی۔ اور ان کے بیٹے یزید کی منقبت بھی نکلتی ہے۔ کیونکہ اس نے سب سے پہلے قیصر کے اس شہر پر دھاوا کیا۔ میں کہتا ہوں۔ صاحب مرآۃ یزید کی وہ کون سی منقبت تھی جو قابل ذکر ہوتی جبکہ اس کا حال دفسق وفجور مشہور۔ اگر تم یہ کہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر کے حق میں مغفور لہم فرمایا ہے۔ تو میں یہ کہوں گا۔ کہ اس عموم میں یزید کے داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ وہ کسی دوسری دلیل سے اس سے خارج بھی نہ ہو سکے۔ کیونکہ اس میں علماء کا کوئی اختلاف ہی نہیں۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول مغفور لہم میں وہی داخل ہیں۔ جو مغفرت کے اہل ہیں۔ حتیٰ کہ اگر ان غزوہ کنندوں میں سے بعد میں کوئی شخص مرتد ہو جاتا۔ تو یقیناً اس بشارت کے عموم میں داخل نہ رہتا۔ تو اس سے صاف واضح ہے۔ کہ مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ ہے۔ کہ مجاہدین روم مغفرت کی گئی۔ اس شرط کیساتھ کہ ان میں مغفرت کی شرط پائی جائے۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا۔ کہ یزید قیصر روم کے لشکر کا سردار نہ تھا۔ بلکہ سفیان بن عوف تھے۔ اس جنگ میں یزید غیر حاضر تھا۔ اب یزید کا غزوہ روم سے غیر حاضر ہونا۔ کامل ابن اثیر کی روایت سے ثابت کیا جاتا ہے۔

وفی هذه السنة وقيل خمسين سير معاوية جيشا كثيفا الى بلاد الروم للغزاة و جعل عليهم سفيان بن عوف وامر ابنه يزيد بالغزاة معهم فتثاقل واعتل فامسك عنه ابوه فاصاب الناس فی غزاتهم جوع و مرض شديد فانشاء يزيد

کامل ابن اثیر ص ۲۲۷ جلد ۲

ترجمہ ۔ اور اسی سن میں کہا گیا کہ ۵۲ھ میں حضرت معاویہ رضؓ نے ایک لشکر جرار روم کے علاقوں میں بھیجا ۔ اور اس پر امیر لشکر سفیان بن عوف کو بنایا اور اپنے بیٹے یزید کو حکم دیا ۔ کہ وہ ان کے ساتھ غزوہ میں شامل ہو تو یزید بیٹھ رہا ۔ اور حیلے بہانے شروع کئے ۔ تو امیر معاویہ اس کے بھیجنے سے رُک گئے ۔ اس لشکر والوں پر بھوک اور بیماری کی وبا پھوٹ پڑی

اس روایت سے ثابت ہوا ۔ کہ یزید اپنی بیوی ام کلثوم بنت عبداللہ ابن عامر یزید کی بیوی تھی ۔ اس کو اپنی گود میں لے کر گھر میں بیٹھا رہا ۔ جہاد میں گیا ہی نہیں ۔

ان تمام روایات سے ثابت ہوا ۔ کہ یزید مغفور لہم کے عموم سے خارج ہے ۔ اور خارجیوں کا استدلال ھباءً منثورا ہو گیا ۔

یزید کے متعلق محدثین اہل سُنّت کا عقیدہ ملاحظہ ہو

لیجئے مُلّا علی قاریؒ حنفی فرماتے ہیں واما ما تفوہ بعض الجھلۃ من ان الحسین کان باغیا فباطل عند اھل السنۃ والجماعۃ ولعل ھذا من ھذیانات الخوارج عن الجادۃ ثم قال واتفقوا علی جواز اللعن علی من قتلہ او امر بہ او اجازہ او رضی بہ (شرح فقہ اکبر صہ ۸۷)

ترجمہ ؛ ۔ اور یہ جو بعض جاہلوں نے افواہ اڑا رکھی ہے ۔ کہ امام حسین رضؓ باغی تھے ۔ تو اہل سُنّت والجاعت کے نزدیک باطل ہے ۔ شاید یہ خوارج کی ہذیانات ہیں ۔ جو راہ مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں ۔ پھر کہا لعنت کرنے

کے جواز پر اتفاق ہے۔ اس پر جس نے قتل کیا۔ اور حکم دیا اور جائز سمجھا اور قتل سے راضی ہوا۔

شاہ عبدالعزیز رح کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیے

حضرت امام حسین رض کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت راشدہ کا دعویٰ نہ تھا۔ اور اس غرض سے نہیں نکلے تھے۔ کہ خلافت کا دعویٰ کریں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس سال گزر جانے سے خلافت کا زمانہ گزر گیا تھا بلکہ حضرت امام حسین رض کی یہ غرض تھی۔ کہ ظالم کے ہاتھ سے رعایا کی رہائی ہو جائے اور مظلوم کی مدد کرنا واجب ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں جو یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہ وقت کی بغاوت اور اس کیساتھ مقابلہ کرنے سے منع فرمایا اگرچہ وہ بادشاہ ظالم ہو۔ تو یہ حکم اس وقت میں ہے۔ کہ بادشاہ ظالم کا تسلط کامل ہو گیا ہو۔ اور اس کے تسلط میں کسی کو نزاع نہ ہو۔ کوئی اس کا مزاحم نہ ہو۔ ابھی مدینہ منورہ، مکہ معظمہ اور کوفہ کے لوگ یزید پلید کے تسلط پر راضی نہ تھے اور حضرت امام حسین رض اور حضرت عبداللہ ابن عباس رض اور حضرت عبداللہ ابن زبیر اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ نے یزید کی بیعت قبول نہیں کی

(فتاویٰ عزیزی اردو ۲۲۶)

شاہ صاحب کی عبارت سے ثابت ہوا۔ کہ یزید پلید ظالم تھا اور اکابر صحابہ نے اس کی بیعت نہیں کی۔ خارجی صحابہ کبار پر بہتان باندھتے ہیں۔ صحابہ کبار نے ہرگز ہرگز یزید کی بیعت نہیں کی۔

یزید کے ظالم ہونے پر علامہ ابن خلدون رقم طراز ہیں

تھے جس جگہ یہ تیری چھڑی لگی ہے۔

یہی روایت ابن حجرؒ نے بواسطہ طبرانی نقل کی ہے۔

وللطبرانی من حدیث زید ابن ارقم فجعل یجعل قضیبا فی یدہ فی عینیہ وانفہ فقلت ارفع قضیبك فقد رایت فم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی موضعہ ولہ من وجہ آخر عن انس نحو ص۱۳۰

(فتح الباری ص۷۵ ج ۷ منقول از شہید کربلا قاری طیب دیوبندی)

ترجمہ۔ اور طبرانی کی روایت سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ ہے کہ ابن زیاد نے اپنے ہاتھ کی چھڑی سے امام حسین رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں اور ناک پر مارنے لگا۔ تو میں نے کہا۔ کہ اپنی چھڑی اٹھا۔ بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک کو اس جگہ پر رکھتے ہوئے دیکھا ہے۔

یزید کا قتل حسینؓ سے خوش ہونا حافظ ابن کثیر نے بھی نقل کیا ہے

لما قتل ابن زیاد الحسین ومن معہ بعث برؤسہم الی یزید فسر بقتلہ اولا۔ (البدایہ ص۲۳۲ ج ۸)

ترجمہ۔ جب ابن زیاد حسینؓ اور اُن کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ اور ان کے سر یزید کے پاس بھیجے تو (یزید) اس قتل سے خوش ہوا۔ اور اس کی وجہ سے ابن زیاد کا رتبہ یزید کے ہاں بلند ہو گیا۔ مگر اس خوشی پر تھوڑی دیر بھی نہ گزری کہ نادم ہوا۔ حافظ ابن کثیر کی نقل کردہ عبارت سے ثابت ہو گیا۔ کہ یزید قتل حسینؓ سے راضی تھا۔ اگر راضی نہ ہوتا تو ابن زیاد کو سزا ضرور دیتا۔ کوئی خارجی ایک روایت نہیں دکھا سکتا کہ یزید نے ابن زیاد کو سزا دی

یزید کا قتل حسینؓ سے راضی ہونا ملا علی قاریؒ نقل فرماتے ہیں۔

یزید بن معاویہ وھو روایۃ عن احمد بن حنبل اختارھا الخلال
والبوبکر عبدالعزیز والقاضی ابویعلیٰ وابنہ القاضی ابوالحسین وانتصر
لذلک ابوالفرج ابن الجوزی فی مصنّف مفرد وجوّز لعنتہ ۔

(البدایہ ص ۲۲۳ ج ۸ طبع بیروت)

ترجمہ ۔ اور جو لوگ یزید پر لعنت کرنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ انہوں نے اس حدیث (جو گزری) اور اس جیسی اور روایت سے استدلال کیا ہے۔ اور یہی روایت ہے امام احمد بن حنبل رح سے جسے خلال ابوبکر عبدالعزیز قاضی ابویعلیٰ اور ان کے بیٹے قاضی الحسین نے اختیار کیا ہے۔ اور اس کی مدد سے ابوالفرج ابن الجوزی رح نے ایک مستقل تصنیف کی اور اس میں یزید پر لعنت کا جواز ثابت کیا۔

کتب عقائد میں صاحب نبراس شارح شرح عقائد لکھتے ہیں۔

وبعضھم اطلق اللعن علیہ منھم ابن الجوزی المحدث وصنف کتابا سماہ الرد علی المتعصب العنید المانع عن ذم ومنھم الامام احمد بن حنبل ومنھم القاضی ابویعلی (نبراس علی شرح العقائد ص ۵۵۳ طبع پاکستان)

ترجمہ ۔ اور بعض نے یزید پر لعنت کا جواز ثابت کیا ہے۔ (نام لیکر یا بلا نام) کہ ان میں سے ابن الجوزی محدث بھی ہیں۔ اور انہوں نے اس بارہ میں مستقل کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام الرد علی المتعصب العنید المانع عن ذم یزید اور انہیں میں سے امام احمد بن حنبل رح اور انہیں میں سے قاضی ابویعلیٰ بھی ہیں۔

علامہ دمیری صاحب حیواۃ الحیوان کا فیصلہ پڑھئے ؟

سئل الکیا العراسی الفقیہ الشافعی عن یزید بن معاویۃ ھل ھو من الصحابۃ ام لا، وھل یجوز لعنہ ام لا، فاجاب انہ لم یکن من الصحابۃ لانہ ولد فی ایام عثمان رضی اللہ عنہ اما قول السلف

قال ابن ہمام واختلف فی اکفار یزید - قیل نعم لما روی عنہ ما یدل علی کفرہ من تحلیل الخمر ومن تفوّھہ بعد قتل الحسین واصحابہ انی جازیتھم بما فعلوا باشیاخ صنادیدھم فی بدر وامثال ذلک ولعلہ وجہ ما قال الامام احمد بتکفیرہ بما ثبت عندہ نقل تقریرہ (شرح فقہ اکبر ص ۸۸)

ترجمہ - ابن ہمام فرماتے ہیں - کہ یزید کی تکفیر میں اختلاف کیا گیا ہے - بعض نے اسے کافر کہا ہے - کیونکہ اس سے وہ چیزیں سرزد ہوئیں - جو اس کے کفر پر دلالت کرتی ہیں - کہ اس نے شراب کو حلال سمجھا - اور قتل حسینؓ اور ان کے ساتھیوں کے بعد - اس نے منہ سے نکالا - کہ میں نے (حسین وغیرہ سے) بدلہ لیا ہے - جو انہوں نے میرے بزرگوں اور رئیسوں کے ساتھ بدر میں کیا تھا - یا ایسی ہی اور باتیں - شاید یہی وجہ ہے - امام احمدؒ کی اسے کافر کہنے کی - کہ ان کے نزدیک یزید کی اس تقریر کی نقل ثابت ہو گی -

متاخرین شوافع ابن حجر مکیؒ یوں رقم طراز ہیں

وبعد اتفاقھم علی فسقہ اختلفوا فی جواز لعنہ بخصوص اسمہ فاجازہ قوم منھم ابن الجوزی ونقلہ عن احمد وغیرہ (الصواعق المحرقہ ص ۲۲۲)

ترجمہ - اور یزید کے فسق پر متفق ہو جانے کے بعد اختلاف ہوا ہے - اس پر نام لے کر لعنت کرنے میں بعض نے اسے جائز رکھا ہے - ان میں ابن جوزیؒ اور انہوں نے یہ جواز امام احمدؒ بن حنبل سے نقل کیا ہے

اور اسی طرح **ابن کثیرؒ** بھی رقم طراز ہیں -

واستدلال بھذا الحدیث وامثالہ من ذھب الی الترخیص فی لعنت

نفیہ لکل واحد من ابی حنیفة ومالك واحمد قولان تصریح وتلویح
ولنا قول واحد التصریح دون التلویح وکیف لا یکون کذلك وھو
المتصید بالفھد واللاعب بالنرد ومدمن الخمر ومن شعرہ فی الخمر
اقول لصحب ضمت الکاس شملھم وداعی صبابات الھوٰی یترنم — پ

خذوا بنصیب من نعیم ولذة فکل وان طال المدی یتصرم وکتب فصلا طویلا

اضربنا عن ذکرہ ثم قلب الورقة وکتب ولو مددت ببیاض لاطلقت
العنان وبسطت الکلام فی مخازی ھذا الرجل انتھی (حیوٰة الحیوان)
ترجمہ - الکیا الھراسی فقیہہ شافعی سے سوال کیا گیا۔ کہ یزید بن معاویہ صحابہ سے ہے یا
نہیں۔ اور اس پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ
یزید صحابہ میں سے نہیں۔ کیونکہ اس کی پیدائش زمانہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں ہوئی
ہے۔ اب رہا سلف صالحین کا قول اس کی لعنت کے بارے میں تو اس میں امام
اعظمؒ و امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کے دو قسم کے قول ہیں ایک
تصریح کے ساتھ ایک تلویح (یعنی صراحتہً لعنت کا جواز) اور کیوں نہ ہو۔ جب کہ
یزید کی حالت یہ تھی۔ کہ وہ چیتوں کے شکار میں رہتا اور نرد سے کھیلتا اور شراب
پیتا۔ چنانچہ اسی کے اشعار میں سے ہے۔ کہ میں اپنے ساتھیوں سے کہتا ہوں
جن کی جماعت کو جام و شراب نے جمع کر دیا ہے۔ اور عشق کی گرمیاں ترنم
کے آواز سے پکار رہی ہیں۔ کہ اپنے چین اور لذتوں کے حصہ کو حاصل کر لو۔
کیونکہ ہر انسان ختم ہو جائے گا۔ اگرچہ اس کی عمر کتنی ہی طویل ہو۔ جو عیش کرتا
ہے۔ کہ پھر یہ زندگی ہاتھ نہ آئے گی۔ بابر بہ عیش کوش کہ عمرت دوام نیست۔
اس عبارت سے پتہ چلا کہ علامہ دمیریؒ بھی لعنت کے جواز کے قائل ہیں۔
ہم یزید پر لعنت کا جواز جو کہ امام احمدؒ نے قرآن سے نقل کیا تحریر کرتے ہیں
ثم روی ابن الجوزی عن القاضی ابو یعلیٰ انہ روی فی کتاب المعتمد

فی الاصول باسناد الی صالح بن احمد بن حنبلؒ قال قلت لِاَبی
ان قوما ینسبوننا الی تولی یزید فقال یا بنی وهل یتولی یزید احد
یؤمن باللّٰه ولم لا یلعن من لعنه اللّٰه فی کتابه فقلت واین لعن
اللّٰه یزید فی کتابه فقال فی قوله تعالی فهل عسیتم ان تولیتم
ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اُولٰئک الذین لعنهم
اللّٰه فاصمهم واعمی ابصارهم فهل یکون فساد اعظم من هذا القتل

(الصواعق المحرقہ ص ۲۲۲ طبع ملتان)

پھر ابن الجوزیؒ نے قاضی ابو یعلیٰ سے روایت کی ہے۔ کہ قاضی صاحب نے اپنی کتاب المعتمد فی الاصول میں اپنی سند سے جو صالح بن احمد بن حنبلؒ تک پہنچتی ہے۔ روایت کیا ہے۔ کہ صالحؒ نے اپنے والد احمد بن حنبلؒ سے سے کہا۔ کہ بعض لوگ ہم پر الزام دیتے ہیں۔ کہ ہم یزید کے حمایتی ہیں۔ تو امام احمدؒ نے فرمایا۔ کہ اے بیٹا کیا کوئی اللہ پر ایمان لانے والا ایسا بھی ہوگا۔ جو یزید سے دوستی کا دم بھرے اور میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں جس پر اللہ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ اللہ نے اپنی کتاب میں یزید پر کہاں لعنت کی ہے۔ فرمایا اس آیت میں (ترجمہ) پھر تم سے بھی توقع ہے۔ کہ اگر تم کو حکومت مل جائے۔ تو خرابی ڈالو حکومت اور قطع کرو اپنی قرابتیں یہ لوگ ہیں جس پر اللہ نے لعنت کی۔ پھر کر دیا ان کو بہرا اور اندھا۔ کیا یہ فساد بڑا اس قتل سے۔ اب تو امام احمد بن حنبلؒ نے یزید پر لعنت کا جواز قرآن حکیم سے ثابت کر دیا۔ اور یہی امام احمدؒ کا جواز قاضی ثناء اللہؒ پانی پتی بیہقی وقت نے نقل کیا ہے۔ اپنی تفسیر مظہری ص ۴۳۴ پارہ ۲۶ سورۃ محمد۔ آیت نمبر ۲۲-۲۳ میں ہے۔ اگر کوئی شخص دیکھنا چاہے تو وہاں دیکھ لے۔

اب عقیدہ سیدنا عمرؒ بن عبد العزیز نقل کیا جاتا ہے جسے علامہ ابن حجر مکیؒ نے اور علامہ جلال الدینؒ سیوطی نے نقل کیا ہے۔

قال نوفل ابن الفرات کنت عند عمر بن عبد العزیز فذکر رجل یزید فقال، قال امیر المؤمنین یزید بن معاویہ، فقال امیر المؤمنین فامر بہ فضرب عشرین سوطا (الصواعق المحرقۃ صـ۲۲۱ تاریخ الخلفاء صـ۱۶۰)

ترجمہ:۔ کہا نوفل بن ابی فرات نے کہ میں عمر بن عبد العزیز کے پاس موجود تھا۔ ایک شخص نے یزید کا ذکر کیا۔ اور یزید کو امیر المومنین کہا۔ تو عمر بن عبد العزیز نے اس کو بیس کوڑے لگوائے۔ سیدنا عمرؒ بن عبد العزیز پہلے مجدد ہیں۔ اس پر تمام آئمہ کا اتفاق ہے اب اگر حکومت اسلامی ہو تو یزید کو جنتی کہنے والے کو کوڑے ضرور مارے جائیں۔ خارجیوں کے سوا یزید کو جنتی کہنے کا کوئی بھی قائل نہیں۔

خارجیوں کا ایک گروہ ایک یہ اعتراض قائم کرتا ہے۔ کہ یزید پر لعنت کے متعلق امام اعظمؒ اور امام غزالیؒ کا سکوت ہے۔ تو پھر یزید پر لعنت چہ معنی دارد! اس کا جواب فقیر ان کے گھر سے ہی نقل کر دیتا ہے

فی لعن الاشخاص خطر فلیجتنب فلا خطر فی السکوت عن ابلیس فضلا عن غیرہٖ (احیاء العلوم صـ۳۰۶ منقول از شہید کربلا)

ترجمہ۔ لوگوں پر لعنت کرنے میں خطرہ ہی خطرہ ہے۔ اور لعنت سے بچ جانے اور زبان روک لینے میں (حتی کہ) لعنت ابلیس سے بھی رک جانے میں کوئی نہیں! چہ جائیکہ اس کے سوا کسی پر لعنت نہ بھیجنے میں خطرہ ہو۔

آگے چل کر خود قاری طیب دیوبندی سکوت کے متعلق لکھتا ہے۔ کہ خلاصہ یہ کہ جنہوں نے لعنت کا جواز ثابت کیا ہے۔ وہ یزید کو لعنت کرنے

کو ضروری قرار نہیں دیتے۔ اور جنہوں سے لعنت سے رد کیا ہے وہ ان کے اثبات جواز کے منکر نہیں (منقول از شہید کربلا ص۱۴۶ للقاری طیب دیوبندی)

یزید کے متعلق علامہ عینی کی عبارت ملاحظہ ہو۔

قلت وای منقبۃ کانت لیزید وحالہ مشہور (عمدۃ القاری ج۱۴۲ ص۱۹۹)

ترجمہ۔ میں (عینی) کہتا ہوں یزید کی منقبت کیا ہوئی حال تو اس کا مشہور ہے سب جانتے ہیں کہ اس کے کرتوت کیا تھے۔

اب سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان جو کہ حکم میں حدیث مرفوع کے ہیں نقل کیا جاتا ہے تاکہ یزید کا کردار معلوم ہو سکے

وفی روایۃ ابن ابی شیبۃ ان اباھریرۃ کان یمشی فی الاسواق ویقول اللھم لاتدرکنی سنۃ ستین والامارۃ الصبیان

(فتح الباری ص۱۰ ج۱۳ طبع مدینہ)

ترجمہ۔ اور ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں ہے۔ کہ ابوہریرہ رضؓ بازاروں میں چلتے پھرتے کہتے تھے۔ اے اللہ ۶۰ھ کا زمانہ مجھ پر نہ گزرے اور نہ امارۃ صبیان مجھے پائے۔

اسی حدیث کے متعلق صاحب فتح الباری امارہ صبیان سے مراد یزید بن معاویہ فرماتے ہیں۔ عمدۃ القاری اور فتح الباری والے محدثین کا فیصلہ معلوم ہو گیا۔ کہ وہ یزید کو اچھا نہیں جانتے

یزید کے متعلق حدیث مرفوع رقمطراز ہے

واخرج الرویانی فی مسندہ عن ابی الدرداء قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید (الصواعق المحرقہ ص۲۲۱ تاریخ الخلفاء ص۱۶۰)

ترجمہ۔ سیدنا ابی درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ سنا میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے۔ کہ سب سے پہلے میری سنت کو بدلنے والا بنی امیہ سے یزید ہو گا۔

یہی حدیث البدایہ والنہایہ لابن کثیر ص۲۳۱ ج ۸ پر درج ہے

اسی حدیث کے متعلق علامہ مناوی شارح الجامع الصغیر نقل فرماتے ہیں۔ کہ اس یزید سے یزید بن معاویہ مراد ہے۔ فیض القدیر ص۲۱۴ ج ا طبع مصر

ملا علی قاری بھی یزید اور حجاج کے متعلق یوں لکھتے ہیں۔ کہ یہ دونوں حکمران ظالم تھے۔ مرقات شرح مشکوٰۃ شریف ص۳۴۳ ج ۹ طبع ملتان

عبید اللہ بلیر کوٹلوی کا عقیدہ دیکھئے وہ کیا لکھتا ہے

اور دیوبندی اس کو پڑھ کر عبرت حاصل کریں۔ اور تواریخ کی کتابوں سے ظاہر ہے کہ یزید پلید جب خلیفہ ناحق بن گیا۔ اس نے چاہا کہ حضرت امام حسین رضؓ مجھ سے بیعت اور میری متابعت اختیار کریں۔ فرزند رسول علیہ السلام نے جانا۔ کہ اس فاسق نالائق سے بیعت کرنی برخلاف طریقہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے۔ پس اس کی بیعت سے انکار کیا۔ اور اسی سبب سے اپنی جان عزیز اللہ کی راہ میں قربان کر دی اور شدت پیاس کی، اور طرح طرح کی سختیاں اٹھا کر مع اکثر صاحبزادوں کے شہید ہوئے۔ پر اس نابکار کی متابعت اختیار نہ کی (تحفہ الہند ص۳۸ طبع گوجرانوالہ)

لیجئے **قاضی ثناء اللہ پانی پتی یوں رقمطراز ہیں۔**

کہ فقیر کے نزدیک مختار بات یہ ہے کہ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے۔ اور محققین اہل حدیث کا مذہب بھی یہی ہے۔ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ یزید شراب کو مباح کہتا تھا۔ اور یہ نص قرآنی کا انکار ہے جس سے کفر لازم آتا ہے جس طرح روافض اور خوارج آیات قرآنی کا انکار کرتے ہیں۔ فقیر کے نزدیک

روافض اور خوارج پر جوازِ لعنت کی یہ دلیل ہے ۔ کہ انہوں نے صحابہؓ اور اہل بیت کو ایذا پہنچائی اور پہنچاتے رہتے ہیں (سیف المسلول ص۴۹۱ اردو)

خود یزید کے متعلق معاویہ بن یزید کی گواہی موجود ہے ۔ کہ اس نے مسند خلافت پر بیٹھ کر یہ خطبہ دیا کہ میرا باپ اہل بیت کا قاتل تھا ۔ اور شراب پیتا تھا (التاریخ الخمیس ص۳۰۰ ج ۲ طبع بیروت)

داتا علی ہجویری کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیے

امیر المؤمنین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ آپ کو علی اصغرؒ کے نام سے یاد فرماتے تھے ۔ اور جبکہ ان سب کو بغیر کجاوے کے اونٹوں کی ننگی پیٹھ پر سوار کر کے دمشق لایا گیا ۔ اور یزید ابن معاویہ علیہ مایستحقہٗ اخزاہ اللہ ولعن ابیہ (کشف المحجوب ص۱۲۵ اردو)

محدث قرطبی کا عقیدہ ملاحظہ ہو

ثم وضع الرأس المکرم بین یدی یزید فامر ان یجعل فی طست من ذھب وجعل ینظر الیہ ثم تکلم بکلام قبیح وأمر بالرأس ان تصلب بالشام (کتاب التذکرہ فی احوال الموتی ص۵۶۷ طبع مدینہ منورہ)

پھر یزید کے سامنے امام حسینؓ کا سر رکھا گیا ۔ سونے کے طشت میں ! تو یزید دیکھتا اس کی طرف اور مارتا ۔ پھر برا کلام کیا اور حکم دیا کہ یہ سر شام پہنچا دیا جائے ۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ۔ کہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں ۔ کہ جب ۶۲ھ شروع ہوئی ۔ تو یزید پلید بن معاویہ نے عثمان بن محمد بن ابی ابوسفیان کو اس کا چچازاد بھائی تھا ۔ مدینہ منورہ روانہ کیا ۔ تاکہ باشندگانِ مدینہ کو یزید کی بیعت پر دعوت دیں ۔ عثمان بن محمد نے اہل مدینہ سے ایک جماعت

یزید کی جانب روانہ کیا۔ اس کے بعد جب یہ جماعت یزید کے پاس سے مدینہ طیبہ واپس آئی۔ تو اس نے یزید پلید کی دشنام طرازی پر زبان کھول دی۔ اور اس کی بے دینی، شراب نوشی، ممنوعات کے ارتکاب اور کتوں سے کھیلنے کا ذکر کیا۔ اور ساتھ ہی اس کی دوسری بُری باتیں بھی لوگوں سے بیان کیں۔ اس کی بیعت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور بقیہ اہل مدینہ کو اس کے قصد بیعت و اطاعت سے روکا۔ منذر ایک شخص تھے۔ جن کا تعلق اسی جماعت سے تھا۔ انہوں نے خدا کی قسم کھا کر کہا۔ کہ مجھ کو یزید نے ایک لاکھ درہم دیئے ہیں۔ اور میرے ساتھ احسان بھی کئے ہیں۔ لیکن میں سچائی ہاتھ سے نہ جانے دوں گا۔ یزید شراب نوش اور تارک صوم وصلوٰۃ ہے۔ یزید کی بیعت توڑ دینے کے بعد اہل مدینہ نے قرار بیعت عبداللہ بن حنظلہ غسیل پر دیا۔ اور عثمان بن محمد کو جو یزید شقی کی طرف سے مدینہ کا عامل تھا۔ نکال کر اس شہر پاک میدان کو اغیار کی نجاست سے پاک کر دیا جذب القلوب اردو ص ۳۴ تا ۳۸ پر مفصل حال یزید کا درج ہے۔

اب شیخ محقق کی دوسری کتاب سے یزید کے متعلق بیان کیا ہے۔ عبارت یوں ہے۔

یزید کا حشر۔ بعض علمائے اہل سنت تو یزید کے معاملے میں بھی توقف سے کام لیتے ہیں۔ مگر بعض غلو و افراط کی وجہ سے اس کی شان منزلت بیان کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ چونکہ وہ مسلمانوں کی اکثریت کی بناء پر امیر ہُوا تھا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ پر ضروری تھا۔ کہ ان کی اطاعت کرتے۔

نعوذ باللہ من ھذا القول و من ھذا الاعتقاد، یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے امیر ہو کیسے سکتا ہے۔ اور مسلمانوں کا اجماع اس پر کس طرح واجب آتا ہے۔ جب کہ اس وقت کے صحابہؓ کرام اور صحابہ کی اولاد بھی موجود تھی

اس کی اطاعت سے بیزاری کا اعلان کر چکے۔ مدینہ منورہ سے چند لوگ اس کے پاس جبر و اکراہ سے پہنچائے گئے تھے۔ مگر یزید کے ناپسندیدہ اعمال کو دیکھ کر واپس مدینہ چلے گئے۔ اور عارضی بیعت کو فسخ کر دیا۔ اور ان لوگوں نے برملا کہا کہ وہ خدا دشمن ہے۔ شراب نوش ہے۔ تارک الصلوٰۃ ہے۔ زانی ہے۔ فاسق ہے محارم سے صحبت کرنے سے باز نہیں آتا۔ ایک طبقہ ایسا بھی ہے۔ جس کی رائے ہے۔ کہ یزید نے حضرت حسین رضؓ کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا۔ اور نہ ہی وہ شہادت حسین رضؓ پر رضامند تھا۔ حضرت حسین اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کی شہادت سے وہ کبھی مسرور و مطمئن نہیں۔ ہمارے نزدیک یہ رائے مردود ہے۔ اور باطل ہے۔ کیونکہ یزید کی اہل بیت سے عداوت اور اہل بیت کی اہانت و ذلت کے واقعات تو اتر کے ساتھ اس سے سرزد ہوتے ہیں۔ ان تمام واقعات سے انکار کرنا از راہ تکلف ہے۔

ایک طبقہ کی رائے یہ ہے۔ کہ قتل حسین رضی اللہ عنہ دراصل گناہ کبیرہ ہے۔ کیونکہ ناحق مومن کا قتل کرنا گناہ کبیرہ میں آتا ہے۔ کفر میں نہیں آتا مگر لعنت تو کافروں کے لئے مخصوص ہے۔ ایسی رائے کا اظہار کرنے والوں پر افسوس ہے وہ نبی علیہ السلام کے کلام سے بھی بے خبر ہیں۔ کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد سے بغض و عداوت اور انہیں تکلیف و توہین کرنا باعث ایذا و عداوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس حدیث کی روشنی میں یہ حضرات کے متعلق کیا فیصلہ کریں گے۔ کیا اہانت رسول اور عداوت رسول اللہ کفر و لعنت کا سبب نہیں ہے۔ اور یہ بات جہنم کی آگ میں پہنچانے کے لئے کافی نہیں۔ آیت کریمہ ملاحظہ ہو۔

ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ و اعد لہم عذابا مھینا

وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں وہ یقیناً دنیا و آخرت

میں لعنت کے مستحق ہیں اور خدا نے ان کے لئے دردناک عذاب مقرر کیا ہے۔ (تکمیل الایمان اردو ص ۱۷۸-۱۷۹)

اب یزید کے متعلق امام اہل سنت مجدد دین ملت فاضل بریلوی مفتی الشاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمتہ کا فیصلہ سنئے!

یزید پلید کے بارے میں آئمہ اہل سنت کے تین قول ہیں۔ امام احمدؒ وغیرہ اکابر اسے کافر جانتے ہیں۔ تو ہر گز بخشش نہ ہو گی۔ اور امام غزالی وغیرہ مسلمان کہتے ہیں تو اس پر کتنا ہی عذاب ہو تو بالآخر بخشش ضرور ہے۔ اور ہمارے امام سکوت فرماتے ہیں۔ کہ نہ ہم مسلمان کہیں نہ کافر۔ لہذا یہاں بھی سکوت کریں گے۔

(احکام شریعت ص۸۰ جلد دوم طبع بریلی شریف طبع پاکستان ص۱۵۲ جلد دوم)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ ما ثبت من السنۃ میں فرماتے ہیں۔ پس آپ شہید کر دیئے گئے۔ اور آپ کا سر مبارک طشت میں رکھ کر ابن زیاد کے سامنے لے گئے۔ اللہ تعالٰے کی لعنت ہو آپ کے قاتل اور اس کے ساتھ ابن زیاد اور یزید پر بھی (ماثبت من السنۃ ص ۶۳)

جب حضرت امام حسین رض اور ان کے خاندان کے افراد شہید ہو گئے۔ تو ابن زیاد نے اُن سروں کو یزید کے پاس بھیج دیا۔ تو وہ پہلے خوش ہوا لیکن جب مسلمان اس کے اس فعل سے ملامت کرنے لگے اور اس کو برا جاننے لگے تو پھر شرمندہ ہوا

(ماثبت من السنۃ ص۶۵)

علامہ علی بن برہان الدین حلبی المتوفی ۱۴۰۴ھ صاحب سیرت حلبیہ یزید کا یوں تعارف کرواتے ہیں۔

(فی التنویر لابن دحیہ: وقتل من وجوہ المہاجرین والانصار الف وسبع مائۃ ومن حملۃ القرآن وسبع مائۃ وجالت

الخیل فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وداثت
بین القبر الشریف والمنبر واختفت اھل المدینۃ حتی
دخلت الکلاب المسجد وبالت علی منبرہ صلی اللہ علیہ وسلم
(سیرۃ حلبیہ عربی ص ۲۶۸ ج ا طبع مصر)

ابن دحیہ کی تنویر میں ہے۔ اور قتل کئے گئے مہاجر و انصار میں سے سترہ سو اور حافظ قرآن سات سو۔ اور گھوڑے مسجد نبوی میں باندھے گئے۔ اور قبر اور منبر شریف کے درمیان لید کروائی۔ اور اہل مدینہ کو خوف زدہ کیا۔ یہاں تک کہ مسجد میں کتے داخل ہوئے۔ اور انہوں نے مسجد اور منبر کے اوپر پیشاب کیا۔

اور شاہ عبدالحق محدث فرماتے ہیں۔ کہ واقعہ حرہ کا تو قابل ذکر ہی نہیں۔ اور نہ سننے کے قابل ہے۔ سیدنا امام حسن بصری نے ساری عمر میں ایک دفعہ ذکر کیا اور کہا۔ صحابہ اور تابعین کو قتل کروایا۔ اور ایک ہزار کنواری لڑکیوں سے زناہ کیا گیا۔

(ماثبت من السنہ ص ۶۵)

سید التابعین سید بن المسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وقد روی ابن النجار عن سعید بن المسیب انہ قال لما
تغلب عسکر یزید علی المدینۃ المنورۃ لم یوذن فی مسجد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما حضرت الظھر سمعت
الاذان فی القبر فصلیت رکعتین ثم سمعت اقامۃ فصلیت
الظھر ثم مضی ذلک الاذان والاقامۃ فی القبر المقدس
لکل صلاۃ حتی مضت الثلاث لیال یعنی لیالی ایام الحرہ

مختصر مواہب اللدنیہ علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ ص ۶۰۳ طبع بیروت
سیرۃ حلبیہ جلد اول ص ۲۶۹ مصری، سنن دارمی شریف ص ۴۳ جلد اول طبع پاکستان

جھوٹی سردار

اشعۃ اللمعات فارسی صـ ۵۹۹ جلد چہارم طبع پاکستان
مشکوٰۃ شریف صـ ۵۴۵ عربی طبع پاکستان

اشعۃ اللمعات کی عبارت فارسی کی یوں ہے۔ واقعہ حرہ آنکہ یزید بن معاویہ رض بمدینہ لشکرہ فرستادہ و خراب کرد۔ واقعہ حرہ جوکہ یزید بن معاویہ رض نے مدینے کو لشکر بھیجا۔ اور اسے ویران کیا۔ حضرت سعید بن المسیبؓ سے روایت ہے کہ جب یزید کے لشکر نے مدینہ منورہ پر غلبہ حاصل کیا۔ تو مسجد رسول اللہ میں اذان نہیں ہوئی۔ پس جس وقت میں حاضر ہوتا۔ اور قبر شریف سے اذان کی آواز سنتا۔ تو میں دو رکعتیں نماز پڑھتا۔ پھر اقامت کی آواز سنتا تو ظہر کی نماز پڑھتا۔ پھر قبر شریف سے ہر نماز کے وقت اذان اور اقامت سن تین دن میں نے نماز پڑھی۔ یعنی ایام حرہ

اسی طرح مناظر اعظم حضرت مولانا محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ نے یزید کے متعلق لکھا ہے۔ "وہابی چونکہ یزید علیہ اللعنت پر صلاۃ وسلام پڑھتے ہیں" مقیاس وہابیت صـ ۶۶۴

عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید کی شرح فتح المجید کا حوالہ نقل کیا جاتا ہے۔ کہ یزید کا کیا کردار تھا۔

واقعۃ الحرۃ: وفتنۃ الحرۃ: الموقعۃ التی کانت من اھل الشام فی اھل المدینۃ حین بعث یزید بن معاویۃ اھل الشام لقتال اھل المدینۃ حین امتنعوا عن بیعتہ فغلبوا علیٰ اھلھا واستباحوھا ثلاثا وقتل خلق کثیر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورضی عنھم وکان ذلک سنۃ خمسین وستین

(فتح المجید صـ ۳۱۴ طبع سعودیہ)

حرّہ کا واقعہ اور حرّہ کا فتنہ یہ واقع جو اہل شام کی طرف سے اہل مدینہ سے ہوا۔ جس وقت یزید بن معاویہ نے اہل شام کو مدینہ والوں کے قتل کے واسطے بھیجا جب مدینہ والوں نے اس کی بیعت سے انکار کیا۔ پس غلبہ حاصل کیا اُن پر جائز رکھا قتل ان کا تین دن اور بہت سے صحابہ کو قتل کیا۔ اور راضی ہوا اُن سے اور یہ واقعہ ۶۵ھ میں ہوا۔ اسی طرح بانی مدرسہ دیوبند مولوی رشید احمد گنگوہی نے یزید کے متعلق لکھا ہے۔

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اہل مدینہ کو ڈرایا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ڈرائے گا۔ اور اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ اور اہل مدینہ نے اس لئے بیعت کو توڑ دیا۔ کہ یزید نے گناہوں میں بے حد زیادتی کر دی تھی۔

۲۔ پس حسین رضی اللہ عنہ قتل کئے گئے۔ اور ان کا سر طشت میں لایا گیا۔ حتیٰ کہ ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ اُس پر اور قاتل حسین پر اور اس کے ساتھ یزید پر لعنت کرے۔ اسی صفحہ پر قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے مکتوبات کا حوالہ موجود ہے۔ اور نیز مکتوبات صفحہ ۲۰۲ میں ہے غرضیکہ کفر یزید از روایت معتبرہ ثابت می شود۔ پس او مستحق لعن است اگرچہ در لعن گفتن فائدہ نیست

ترجمہ غرضیکہ یزید پر کفر معتبر روایات سے ثابت ہوتا ہے۔ پس وہ مستحق ہے لہذا یزید کے وہ افعال ناشائستہ ہر چند موجب لعن کے ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۴۹۔۵۰ طبع کراچی

یزید علیہ ما یستحق کے متعلق علاّمہ وحید الزمان کا فیصلہ بھی پڑھیے

اور یزید اور ولید اور ابن زیاد اور مروان وغیرہ ایسے بدحکام ہوئے۔ کہ آج تک بدوں کے سردار گنے جاتے ہیں۔ (لغات الحدیث حرف الباص ۴۵ جلد اول

یزید ملعون ہے۔ لغات الحدیث حرف الجیم ص۵۰ جلد اوّل۔

امام حسینؓ کو باغی اور یزید کو امیر المؤمنین کہنے والا ابن یاری ہے۔ لغات الحدیث ص۲۵ ج اوّل

یزید مدینہ کو تباہ کرنے والا ہے لغات الحدیث ص۹۲ جلد چہارم

یزید ظالم تھا (لغات الحدیث ص۱۰۴ جلد دوم ، اہل بیت کا دشمن حرام زادہ ہے۔ لغات الحدیث ص۷ جلد دوم ، یزید جہنمی ہے ص۳۲ جلد دوم لغات الحدیث

امام حسینؑ کو باغی کہنے والا مردود ہے لغات الحدیث ص۹۶ ج ۲ ، اہل بیت کا دشمن نطفہ شیطان ہے۔ لغات الحدیث ص۶۸ ج ۳

اسی طرح علامہ وحید الزمان ترجمہ بخاری شریف کے حاشیہ پر لکھتا ہے

کتاب پارہ نمبر۱۰ صفحہ ۱۴۲ اور کتاب الجہاد والسیر پارہ نمبر۱۱ صفحہ ۴۸ حاشیہ پر یوں عبارت موجود ہے مردود یزید کے لشکر والوں نے مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے۔ لعنۃ اللہ علیہ وعلی اتباعہ وانصارہٖ۔ لعنت ہو اللہ کی یزید پر اور اس کی پیروی کرنے والوں پر اور اس کی امداد کرنے والوں پر

لیجئے ابن عمر الشیبانی الشافعی الاثری علیہ الرحمۃ یزید کے متعلق روایت نقل کرتے ہیں۔ حدیث قاتل الحسین فی تابوت من نار علیہ نصف عذاب اہل النار

(تمییز الطیب من الخبیث عربی ص۱۱۴ طبع بیروت۔ لبنان)

امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل آگ کے صندوق میں بند ہیں۔ ان پر نصف عذاب اہل جہنم کا ہے۔ یہی روایت بایں الفاظ سچا حال شہادت کا ص۳۶ طبع مجیدی واقع کانپور۔ صواعق میں مراد مخالفوں سے یزید پلید اور اس کے مددگار ہیں۔ اور وہ حکام ہیں جنہوں نے بعد اس کے آئمہ طاہرین سے مخالفت کی اور ان کو ایذا پہنچائی

(وسیلۃ النجات ص۴۹ طبع لکھنؤ انڈیا)

یزید کا سر امام حسین رضی اللہ کو چھڑی مارنا اور اہانت کرنا بھی ثابت ہے۔

ثم انہم دخلوا بالرأس فوضعوہا بین یدی یزید وکان فی یدہٖ قضیب فجعل ینکت بہٖ فی ثغرہٖ نور الابصار ص ۱۲۵ الشیخ مؤمن بن حسن مؤمن الشبلنجی المتوفی ۱۳ ھ طبع مصر۔ پھر وہ سرِ حسین رضؓ کو لیکر حاضر ہوئے اور یزید کے آگے سر رکھا گیا۔ تو یزید کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ وہ مارتا تھا۔ اور اس سے دندان مبارک پر، امام حسین رضی اللہ عنہ کے

اکثر روایات سے ثابت ہے۔ کہ یزید نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کروایا اور راضی ہوا۔ اور سر اقدس پر چھڑی ماری۔ کون یزید کو امیر المؤمنین کہہ سکتا ہے۔ یزید تو پلیدوں کا امیر ہوگا۔

اب قارئین کرام! کتب عقائد سے حوالہ نقل کیا جاتا ہے جو کہ درسِ نظامی کی مستند کتاب ہے۔ واتفقوا علی جواز اللعن علی من قتلہ اوامر بہٖ اواجازہ ورضی بہٖ والحق ان رضا یزید بقتل الحسین واستبشارہ بذلک واہانتہ اہل بیت النبی علیہ مما تواتر معناہ وان کان تفاصیلہ احادا فنحن لانتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی انصارہ واعوانہ شرح العقائد النسفی ص ۱۶۲

اور اتفاق ہے۔ اس پر لعنت کے جواز کا جس نے شہید کیا۔ اور حکم دیا۔ اور جائز سمجھا اور راضی ہوا اس سے اور صحیح یہ ہے۔ کہ تحقیق یزید راضی ہوا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے اور خوش ہوا اس سے اور اہانت کی اس نے اہل بیت نبی علیہ السلام اور یہ بات تواتر کو پہنچی ہے۔ اگرچہ خبر واحد ہے۔ پس ہم نہیں توقف کرتے اس کی ذات میں بلکہ اس کے ایمان میں بھی شک ہے ہم کو۔ اس پر لعنت اللہ کی اس کے مددگاروں پر لعنت اور اس سے تعاون کرنے والوں پر لعنت ہو۔ اکثر محدثین اہل سُنّت جن میں محدث ابن جوزی امام احمد بن حنبل قاضی ثناء پانی پتی علیہم الرحمہ علامہ تفتازانی علیہ الرحمۃ وغیرہم یزید پر لعنت کرنے کے قائل ہیں۔

پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کا یزید کے متعلق فیصلہ نقل کیا جاتا ہے

لعنِ یزید پر آپ کا مسلک : لعن یزید کے جواز پر حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کا مسلک آپ کے مندرجہ ذیل خط سے واضح ہوتا ہے۔ بعد سلام آنکہ ۱۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَہ

۲۔ اور نیز آیت فھل عسیتم ان تولیتم ان تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَ تقطعوْا ارحامکمْ اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فَاَصَمَّھُمْ وَاَعْمٰی اَبْصَارَھُمْ اور نیز متفق علیہ حدیث (فاطمۃ بضعۃ منی) آگے چل کر فیصلہ رقم ہے۔ سب آیات و احادیث صحیحہ یزید شقی اور اس کے تابعان کے مستحق لعنت ہونے پر شاہد ہیں۔ کوئی اہل ایمان اس گروہ اشقیا کی غیر ملعونیت کا قائل نہیں۔ جن لوگوں لعن یزید سے منع کیا ہے۔ یزید کو اچھا سمجھ کر نہیں کیا۔ بلکہ اس خیال سے کہ بجائے اس سے اَللّٰھم صل علیٰ محمد و علیؑ و حسن و حسین و فاطمہ پڑھنا بہتر ہے۔ شیطان کو اگر کوئی رات دن لعن کرے بجائے اس کے تلاوتِ ذکر اور درود پڑھنا مفید ہے۔ اور نیز یزید شقی کا بعد شہادت سید الشہداء علیہ السلام کے کمال خوشی میں آکر یہ کہنا کہ آج ہم نے آلِ محمد سے روز بدر کا انتقام لیا ہے۔ کما قال۔ مہر منیر ص ۲۶۳ مطبوعہ راولپنڈی (۱۹۷۹ء)

مولوی عبدالستار بھی یوں رقمطراز ہے کہ یزید کافر ہے (اشعار)

جس تکلیف انہاں نوں دتی اوہ تکلیف نبیؐ نوں ـــ اوہ تکلیف تمام صحابانؓ فاطمہ اتے علیؓ نوں

سخن بے ادب ذرا جس کیتا اوس ایمان نہ کوئی ـــ کافر سچی توبہ باہجوں کتے نہ ملسی ڈھوئی

یزید آیا بنے بکھاں یزیدی
پلید آیا ہوئی گھر گھر پلیدی

مجموعہ اشعار ص ۸۵ (قصص المحسنین ص ۲۱ ما اکرام محمدی ص ۲۶۵

نواب صدیق الحسن خاں بھوپالی غیر مقلد نے اپنی کتاب میں یزید کا ذکر کیا جیسے مغضوب علیہ شخص کا کیا جاتا ہے۔ کوئی علامت مسلمان والی اس کے ساتھ بیان نہیں کی (الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ ص ۳۴ جزدوم اور ابن تیمیہ نے اپنی کتاب میں خلیفوں

کا ذکر کیا لیکن یزید کا نام لینا بھی گوارا نہیں کیا۔ (سیاست شرعیہ صث جز اوّل

قارئین کرام! اب مولوی ابراہیم دہلوی کا فیصلہ سُنیئے! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

کہ ہمیشہ بندہ کی دُعا قبول ہو جاتی ہے۔ مگر جب بندہ حرام چیز طلب کرتا ہے۔ یا قطع رحمی کی دعا مانگتا ہے

اس وقت اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ جیسے اکثر لوگ حرام عورت یا حرام کا مال خدا سے طلب کرتے ہیں

یا وہ حرام پیشہ کرتے ہیں پھر اپنے پیشہ یا کاروبار کی ترقی کی خدا سے دعا مانگتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی دعا

قبول نہیں ہوتی۔ اور اگر ہوتی ہے۔ تو ایسی جیسے کفار کی دُعا قبول ہوتی ہے۔ یا فرعون کی

دُعا قبول ہوئی یا یزید کی دُعا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے شہید کرنے کی قبول ہوئی۔

(احسن المواعظ صث۱۸۳ جزء ۵ سطر ۵)

خط کشیدہ عبارت سے واضح ہے۔ کہ یزید کافر تھا۔ اور مولوی ابراہیم دہلوی نے کفار کی دعا

قبول نہ ہونے میں یزید کا ذکر کیا ہے۔

ہمارے شیخ مجدد احمد سرہندی علیہ الرحمۃ یزید علیہ ما یستحقہ کے متعلق ارشاد

فرماتے ہیں۔ یزید بیدولت از اصحاب نیست در بدبختی او کرا سخن است کاری کہ آں بدبخت

کردہ ہیچ کافر فرنگ نکند بعضی از علماء اہل سنت کہ در لعن او توقف کردہ اند نہ آنکہ انوی راضی اند بلکہ

رعایت احتمال رجوع و توبہ کردہ اند" (مکتوب ۵۴ فارسی صث۱۳۳ و مکتوب صث۲۷۸ طبع ترکی) یزید بدبخت صحابہ کرام

سے نہیں اس کی بدبختی میں کسے کلام ہو سکتا ہے۔ اس بدبخت نے جو کام کیا وہ کوئی نصاریٰ کافر بھی نہیں کر سکتا بعض

علماء اہل سنت اس کے لعن کرنے میں توقف کرتے ہیں۔ اس پر راضی ہونے کی بنا پر نہیں کیا۔ بلکہ رجوع اور توبہ کے احتمال

کی رعایت کے باعث کیا ہے۔ لیجئے! امام یافعی یمنی علیہ الرحمۃ کا فیصلہ دیکھئے؟ پھر انہیں جمع کر کے یزید کے پاس روانہ

کیا جب یہ لوگ یزید کے پاس پہنچے تو جو لوگ اہل شام کے اس کے دربار میں بیٹھے سب جمع ہو کر یزید کے پاس گئے

اور اسے مبارک باد دی۔ (روضۃ الریاحین مترجم صث۱۸ جز دوم، تہذیب التہذیب جلد اوّل)

مندرجہ ذیل عبارت سے ثابت ہوا۔ کہ یزید قتل امام حسین علیہ السلام سے راضی ہوا یزید کا امام مسلم رضی اللہ عنہ کے قتل کا

حکم دینا بھی کثیر کتب معتبرہ سے ثابت ہے۔ اسلئے فقیر کے نزدیک یزید پر لعنت کرنا جائز ہے (وما علینا الا البلاغ)

تنبیہ الاغبیا

فی

بنات سیّد الانبیا

اسماعیل شیعہ کی کتاب فتوحاتِ شیعہ میں مسئلہ

بنات الرّسول کا محققانہ ردّ

از قلم

مناظرِ اسلام حضرت مولانا صوفی سردار احمد نشانؔ
خطیب جامع ڈھپ سڑی کامونکی ضلع گوجرانوالہ

ناشر
سعید بک فاؤنڈیشن سرگودھا

حرفِ اوّل۔

ہر خاص و عام پر یہ بات واضح ہے۔ کہ اہلسنّت اور شیعوں کے درمیان عقائد و اعمال میں ایسا اختلاف ہے۔ جس کا دُور ہونا بعید بات ہے۔ کیونکہ اس فرقہِ ضالہ نے ہمیشہ سادہ مسلمانوں کو محبّ اہلبیت کا رُوپ دھا کر فریب دینے کی کوشش کرتے رہے ہیں اور کرتے ہیں۔ یہ ان کی پرانی عادت ہے۔ خصوصاً مولوی اسمٰعیل شیعہ کو تو خوب مہارت حاصل تھی اس نے اپنی کتاب فتوحاتِ شیعہ میں دو صفتیں کمال تک ظاہر کی ہیں۔ ایک جاہلانہ استدلال اور دوسری تحریف کاری کی ان صفات نے بندہ کو مجبور کیا۔ کہ اُس کے تحریف شدہ کچھ مضمون بنات الرسُول کا جواب لکھے۔ جو کہ مولوی اسماعیل نے بنات الرسول کی شان میں باطل اور بے بنیاد سوال کئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے حبیب علیہ الصّلوٰۃ و السّلام کے طفیل تمام مسلمانوں کو عقائد حقّہ اور اعمال صالحہ کی توفیق عطاء فرماوے۔ آمین ثم آمین (بجاہ سیدالمرسلین)

۸ اگست ۱۹۸۶ء
نیاز مند
سردار احمد

ملنے کا پتہ
نیو القمر بک کارپوریشن
فرحت منزل، دربار مارکیٹ، لاہور ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

امّا بعد یوں تو فرقہ شیعہ کے عقائد باطلہ کا اگر شمار کیا جائے۔ تو ایک مستقل کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ وقت کی قلّت کے پیش نظر مولوی اسماعیل کے باطل اور بے بنیاد سوالات کا مختصر جواب لکھا جاتا ہے،

سوال۔۔ یاایھا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المومنین یدنین علیھن من جلابیبھن (احزاب۔ فتوحات شیعہ ص ۱۶۳

ترجمہ۔ اے نبی اپنی بیویوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو۔ کہ اپنی چادروں کا ایک حصّہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔ اسی سورۃ مبارکہ کے متعلق اکثر مفسرین اہلسنّت کے اقوال پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ عن انس رضی اللہ عنہ قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یارسول اللہ یدخل علیک البر والفاجر فلو امرت امھات المومنین بالحجاب فانزل اللہ۔ آیۃ الحجاب زیر آیت لاتدخلوا

۱۔ تفسیر درمنثور ص ۲۱۳ ج ۵ ط بیروت۔ ۲۔ خازن علی المعالم التنزیل ص ۲۰۷ ج ۵ ط بیروت۔ ۳۔ الصاوی علی الجلالین ص ۲۳۷ ج ۳

۴۔ جامع البیان ص ۲۰۷ ج ۲۔ ۵۔ تفسیر ابن کثیر عربی ص ۵۰۳ ج ۳

۶۔ تفسیر البحر المحیط ص ۲۴۵ ج ۷۔ ۷۔ تفسیر مظہری عربی ص ۳۴۹ ج ۷

۸۔ تفسیر ابن جریر ص ۳۸ تا ۳۹ ج ۱۰۔ ۹۔ تفسیر الثعالبی ص ۲۳۵ ج ۳۔ ۱۰۔ تفسیر کشاف ص ۵۵۵ ج ۳۔ ۱۱۔ تفسیر السراج المنیر ص ۲۶۶ ج ۳۔ ۱۲۔ تفسیر فتح القدیر للشوکانی ص ۳۰۷ ج ۴۔ ۱۳۔ وفی الایۃ رد علی من زعم من الشیعۃ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لم یکن لہ من البنات

الا فاطمة صلی اللہ تعالیٰ علی ابیھا و علیھا وسلم و امامہ رقیۃ و ام کلثوم فربیبتاہ علیہ الصلوٰۃ و السلام (تفسیر روح المعانی پ ۲۲ ص ۸۳)

۱۴ - زیر آیت - یا ایھا النبی قل لازواجک و بناتک و نساء المومنین الایۃ فانھا نزلت فی قوم منافقین کانوا فی المدینۃ

تفسیر نور الثقلین للشیعہ ص ۳۰۷ ج ۴ - ۱۵ - آیۃ الحجاب فی ذی القعدہ و فی اسعد الغابۃ لابن الاثیر فی سنۃ خمس

(تاریخ الخمیس ص ۵۰۱ ج ۱)

ان تمام نقل کردہ حوالوں سے ثابت ہوگیا۔ کہ پردے والی سورۃ ہجرت کے پانچویں سال مدینۃ المنورہ میں نازل ہوئی۔

سوال نمبر ۲ - جب سورۃ احزاب نازل ہوئی۔ اس وقت جناب رقیہ اور جناب ام کلثوم کی حیات ثابت کرو۔ ورنہ مردہ سے خطاب کیسا اس وقت یہ دونوں لڑکیاں زندہ ثابت کرو

جواب نمبر ۲ - مولوی اسماعیل نے یوں ہی بڑ ہانک دی۔ کہ جناب رقیہ اور جناب ام کلثوم کی حیات ثابت کرو۔ قارئین کرام! اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی چار صاحبزادیوں کے سن وفات ملاحظہ فرمائیے۔

۱ - سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ولادت (واقعہ فیل میں ہوئی) وفات ۸ ھ ہجری مدینے میں ہوئی۔

۲ - سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی ولادت (واقعہ فیل کے ۳۳ ویں سال میں ہوئی) اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے تین سال بعد پیدا ہوئیں وفات بدر کے سال تین ہجری میں ہوئی

۳ - سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ربیع الاول تین ہجری میں ہوا۔ اور

وفات نو ہجری میں ہوئی۔

۴۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت شریف اظہارِ نبوت کے پانچ سال قبل ہوئی۔ اور وفات شب سہ شنبہ تین رمضان المبارک گیارہ ہجری میں ہوئی۔ التاریخ الخمیس ص ۲۷۴ ج ا ط بیروت، مدارج النبوۃ اردو ص ۷۹ تا ۹۲ جلد دوم طبع پاکستان۔ سیرۃ ابن ہشام برحاشیہ الروض الانف ص ۱۱۳ ج ا

یہ چاروں صاحبزادیاں حضور علیہ السلام کی حقیقی ہیں۔ ان میں کوئی پالتو ربیبہ شامل نہیں ہے۔ اور سیدہ خدیجہ بنت خویلد کے بطن پاک سے ہیں۔ مولوی اسماعیل کا حقیقی ایک بیٹی کا استدلال دلائل حقہ سے ہباءً منثورا ہو گیا۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صریحاً گستاخی کا ثبوت مل گیا۔ اب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پہلی دو شادیوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ تاکہ مولوی اسماعیل نے جو ربیبہ کا سہارا لیا ہے۔ اس بات کا بھی قلع قمع ہو جائے۔ (اور فیصلہ اہلِ علم حضرات کریں)

(حضرت خدیجہؓ بنت خویلد) ان کا سلسلہ نسب قصی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ملتا ہے حضورؐ کی بعثت سے پہلے طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں۔ ان کی پہلی شادی ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی سے ہوئی۔ جن سے دو لڑکے ہند اور ہالہ پیدا ہوئے۔ یہ دونوں صحابی ہیں۔ حضرت ہند کی روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف منقول ہے۔

ابو ہالہ کا انتقال کے بعد دوسری شادی عتیق بن عابد مخزومی سے ہوئی جن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اس کا نام بھی ہند تھا۔ یہ اسلام لائیں اور اپنے چچازاد بھائی صیفی بن امیہ بن عابد مخزومی سے شادی کی۔ ان سے ایک لڑکا محمد بن صیفی پیدا ہوا۔ جس کی اولاد کو حضرت خدیجہ کے تعلق کے سبب سے بنو طاہرہ کہتے ہیں۔ عتیق کے انتقال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ حضورِ اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم کی تمام اولاد سوائے ابراہیم کے اسی نیک نہاد بیوی کے بطن مبارک سے تھی۔ (سیرت رسول عربی ص۴۳۷ ط پاکستان) حیات القلوب فارسی ص۹۲ ج۲

مذکورہ عبارت سے ثابت ہوا کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پہلی اور دوسری شادی کی اولاد ایک لڑکی اور دو لڑکے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آنے سے پہلے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی کل اولاد تین افراد ہیں۔ مولوی اسماعیل کا ربیبہ والا سوال بھی خاک میں مل گیا۔ اب میں فرقہ شیعہ سے استشبات کرتا ہوں۔ کہ وہ مجھے کتب شیعہ سے ایک ایسی حدیث دکھا دیں۔ جس میں سرور کائنات کا خود فرمان ہو۔ کہ میری حقیقی بیٹی فقط سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہے باقی تین ربیبہ ہیں۔ جتنے حوالے لکھ کر مجھے بھیجیں۔ اتنے صد روپے انعام حاصل کریں۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی

اب کتب شیعہ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی چار صاحبزادیاں ہونے کے دلائل نقل کیے جاتے ہیں۔

۱۔ زیر آیت۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم، وفی اصول الکافی وتزوج خدیجۃ وھو ابن بضع وعشرین سنۃ فولد لہ منھا قبل مبعثہ علیہ السلام۔ القاسم ورقیۃ وزینب، وام کلثوم وولد لہ بعد المبعث۔ الطیب والطاھر وفاطمہ علیھا السلام (تفسیر نور الثقلین ص۲۸۳ ج۴ ط ایران)

اور اصول کافی میں ہے۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بیس سال تھی جس وقت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے عقد ہوا۔ اور قبل اعلان نبوت ان سے قاسم۔ رقیہ اور زینب اور ام کلثوم اور اعلان نبوت کے بعد ان سے طیب۔ طاہر اور فاطمہ علیہم السلام پیدا ہوئے۔ مذکورہ۔

۲ - عبارت بالا بطور اصول کافی کتاب الحجہ ص ۴۳۹ ج ۱ ط ایران میں موجود ہے

۳ - در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ استکہ از برای رسول خدا - خدیجہ متولد شدند - طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب

ابن بابویہ بسند معتبر از آنحضرت روایت کردہ است کہ از برای رسول خدا متولد شدانر خدیجہ قاسم وطاہر و نام طاہر عبد اللہ بود و ام کلثوم و رقیہ و زینب و فاطمہ و مشہور آنست کہ دختران آنحضرت چہار نفر بودند و ہمہ از حضرت خدیجہ بوجود آمدند (حیات القلوب فارسی ۵۸۸/۷۰۲ طبع ایران)

قرب الاسناد سے بسند معتبر امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد جو کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئی۔ وہ طاہر۔ قاسم۔ فاطمہ۔ ام کلثوم۔ رقیہ۔ زینب رضی اللہ عنہم ہیں

ابن بابویہ بسند معتبر آنحضرت سے روایت کرتا ہے۔ کہ رسول خدا کی جو اولاد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئی۔ وہ قاسم۔ طاہر اور طاہر کا نام عبد اللہ تھا۔ اور ام کلثوم۔ رقیہ۔ زینب اور فاطمہ رضی اللہ عنہم ہیں اور مشہور جو ہے۔ وہ یہ ہے کہ آنحضرت کی صاحبزادیاں چار تھیں۔ اور تمام حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے ہیں۔

۴ - بالا بطور حضور علیہ السلام کی دو صاحبزادیاں۔ سیدہ فاطمہ اور رقیہ رضی اللہ عنہا ذکر موجود ہے۔ (حق الیقین فارسی صد ۴۰۵ ط ایران)

۵ - کان رسول اللہ (ص) سبعة اولاد عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خدیجة القاسم

والطاہر وھو عبداللہ وام کلثوم و رقیہ و زینب و فاطمہ۔

حاشیہ نمبر ۷ پر یوں لکھا ہے۔ رسول خدا را ہفت فرزند شد۔ امام ششم فرمود برای رسول خدا از خدیجہ شش فرزند شد۔ دو پسر بنام قاسم وطاہر کہ نامش عبداللہ بود۔ و چہار دختر ام کلثوم۔ رقیہ۔ زینب۔ فاطمہ

(خصال شیخ صدوق فارسی ص ۱۶ ج ۲)

ترجمہ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سات ہیں۔ چھٹے امام فرماتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ سے حضور علیہ السلام کی اولاد چھ نفر ہیں۔ دو بیٹے قاسم وطاہر اور طاہر کا نام عبداللہ ہے۔ اور چار صاحبزادیاں ہیں۔ ام کلثوم۔ رقیہ۔ زینب فاطمہ رضی اللہ عنہم ہیں۔

مصنف نے حدیث نقل کر کے اور شرح میں بھی چار حقیقی بیٹیوں کا ذکر کیا ہے۔ ۶۔ از خدیجہ پیش از رسالت او قاسم و رقیہ و زینب و ام کلثوم و زادہ شد برای او بعد رسالت طیب وطاہر و فاطمہ۔ (الصافی شرح اصول الکافی ص ۱۴۷ ج ۳)

اعلان نبوت سے پہلے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے قاسم اور رقیہ زینب۔ ام کلثوم پیدا ہوئے۔ اور اعلان نبوت کے بعد طیب وطاہر اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔

۷۔ امام صادق (ع) فرمود فرزندان رسول خدا از خدیجہ قاسم بود وطاہر کہ ہمان عبداللہ است وام کلثوم و رقیہ و زینب و فاطمہ

(کتاب الخصال شیخ صدوق فارسی ص ۱۷۳ جلد اول ط ایران)

۸۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابا بنات (فروع کافی ص ۲۵۶ ج ۲ کتاب العقیقہ طبع نولکشور)

ابی عبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے۔ فرمایا انہوں نے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیٹیوں کے باپ تھے۔

۹ - اللّٰھم صلی علی القاسم وطاہر ابنی نبیک اللّٰھم صلی علی رقیۃ بنت نبیک والعن من اذی نبیک فیھا اللّٰھم صلی علی ام کلثوم بنت نبیک والعن من اذی نبیک فیھا اللّٰھم صلی علی ذریۃ نبیک

(تحفۃ العوام باب الاعمال ماہ رمضان ص ۹۲ ط پاکستان)

اے اللہ تو رحمت بھیج اوپر قاسم و طاہر کے دو بیٹے ہیں تیرے نبی کے۔ اے اللہ تو رحمت بھیج اوپر تیرے نبی کی بیٹی سیدہ رقیہ پر اور لعنت بھیج اس پر جو اُن کو تکلیف دیتا ہے۔ اے اللہ تو رحمت بھیج اپنے نبی کی بیٹی سیدہ ام کلثوم پر اور لعنت بھیج جو ان کو تکلیف دیتا ہے۔ اے اللہ تو رحمت بھیج اوپر اپنے نبی کی تمام اولاد پر۔

مصدقہ تحفۃ العوام سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاجزادیاں حقیقی ثابت ہوئیں۔ مولوی اسماعیل سے کچھ نہ بن سکا تو یوں لکھ مارا کہ چار صاجزادیوں والی روایت ضعیف ہے۔ اور اس کا راوی سُنی ہے۔ تحفۃ العوام اور حیات القلوب و دیگر کتب شیعہ سے فقیر نے بسند معتبر ثابت کیا ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کی حقیقی چار صاجزادیاں ہیں۔ باقی رہا راوی سُنی ہے۔ لیجئے! نقلاً جواب حاضر ہے

مؤلف گوید: چوں ایں حدیث موافق روایات اہل سنت است بر تقیہ حمل کردہ اند۔ و روایاتِ سابقہ محلِ اعتماد نند (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۹

خط کشیدہ عبارات سے ثابت ہو گیا کہ عند الشیعہ۔ اہلسنت کی روایات معتبر ہے اب اُول آل کی گنجائش باقی نہ رہی۔

۱۰ - ۱۱ - فتزوج عثمان رقیۃ بالمدینۃ وولدت لہ عبد اللہ جیباً لم یجاوز ست سنین وکان دیک نقرہ علی عینہ فمات وبعدھا ام کلثوم

(مناقب شہر ابن آشوب عربی ۱۶۲ ج ا اردو ۱۹۸ ج ا منتہی الآمال ۱۰۸ ج ا)

ترجمہ - عثمان نے رقیہ سے مدینہ میں شادی کر لی - اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا - چھ سال کی عمر میں اس کی آنکھ میں ایک مرغ نے ٹھونگا مارا جس کی وجہ سے وہ مر گیا عثمان نے رقیہ کے بعد ام کلثوم سے نکاح کیا -

۱۲ - علل الشرائع میں امام محمد باقرؑ سے جابر بن عبداللہ انصاری نے نقل کیا ہے کہ چند اصحاب نے خدمت جناب رسالت مآب میں عرض کی - کہ کس وجہ سے آپ سیدہ کو زیادہ پیار کرتے ہیں - اور گود میں لیتے ہیں - اور اپنے پاس بٹھاتے اور زیادہ مہربانی کرتے ہیں - بہ نسبت اور لڑکیوں کے (بحار الانوار اردو ص ۷)

ایضاً اور کتاب معرفۃ الصحابہ میں حافظ ابو نعیم سے روایت ہے - کہ جناب سیدہ سب لڑکیوں میں سے رسالت مآب کے چھوٹی تھیں - (بحار الانوار اردو ص ۱۲)

سوال نمبر ۳: کہ اس آیت میں جمع تعظیمی ہے - آیت انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات، ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم ان تینوں آیتوں میں جمع تعظیمی ہے - اور واحد کو خطاب کیا اور خطاب ہے

جواب نمبر ۳: پہلی آیت پاک سورۃ النحل کی ہے - اور دوسری آیت مبارک پارہ ۱۸ سورۃ المومنون کی ہے اور تیسری آیت مبارک سورۃ آل عمران کی ہے -

مولوی اسماعیل نے اگر تھوڑی بھی صرف و نحو پڑھی ہوتی - تو اتنا لغو سوال نہ کرتے - درسی نظامی کا ایک مبتدی بھی جانتا ہے - کہ واؤ مطلق جمع کے لئے آتا ہے اور تینوں آیات قرآنیہ میں صیغے جمع کے ہیں - اگر جمع تعظیمی ہو سکتی ہے - اور جمع کا صیغہ واحد پر حمل کیا جائے - تو قل لازواجک وبناتک ونساء المومنین الایۃ کا ترجمہ یوں ہوگا

ترجمہ :۔ آپ فرما دیجئے۔ اپنی ایک عورت کو اور ایک بیٹی کو اور ایک مسلمان کی عورت کو۔ یہاں حقیقت کو چھوڑ کر مجازی معنی کرنے سے حضور علیہ السلام کی ازواج پاک اور مسلمانوں کی عورتوں کا انکار لازم آتا ہے۔ اور قرآن کریم کے صریحاً خلاف ہے۔ لیکن مجازی معانی اس وقت لئے جاتے ہیں جب کہ حقیقت متعذر ہو۔ اور جمع کا صیغہ تین سے کم پر نہیں بولا جاتا۔ اسی آیت سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں ثابت ہوتی ہیں۔ اور ایک بیٹی کا استدلال باطل ہے اب مولوی احمد علی لاہوری شیعہ مناظر کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے۔ یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا۔ قرآن کریم ص ۴۵ ترجمہ احمد علی لاہوری۔ سب رسولوں کو کہا گیا۔ کہ کھاؤ حلال اور پاک رزق سے اور عمل اچھے کرو۔ انا نحن نزلنا الذکر۔ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے جمع تعظیمی کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ اور بات تو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے یہ بات تو قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ بحث اس میں ہے۔ کہ قول اللہ تعالیٰ کا ہو۔ اور مخاطب مخلوق ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جمع تعظیمی کا صیغہ استعمال کیا ہو۔ کوئی صاحب پورے قرآن کریم سے ایک مثال نہیں پیش کر سکتا

اگر آیت احزاب کی ترکیب کی جائے۔ تو بھی ایک بیٹی کا استدلال باطل ہے کیونکہ آیت میں لام تعلیل ہے۔ اور علت حکم کا سبب ہوتی ہے۔ علت میں موجود کو خطاب ہے نہ کہ معدوم کو۔ اور پردے کے حکم کی علت میں سب صیغے جمع کے ہیں کوئی صیغہ واحد کا نہیں۔ اسی طرح یا ایھا الرسل میں بھی خطاب تمام انبیاء کرام کو ہے۔ جو کہ ہم نے شیعہ مناظر مولوی احمد علی لاہوری کے ترجمہ قرآن پاک سے ثابت کر دیا ہے۔

آیت مباہلہ میں حضور علیہ السلام کا سیدہ فاطمہ رضی عنہا کو ساتھ لے جانا اس بات کی دلیل نہیں بنتا کہ نبی علیہ السلام کی کوئی اور حقیقی

بیٹی ہی نہیں۔ آیت مباہلہ کے متعلق شیعہ مفسر یوں رقمطراز ہے۔

فرمود کہ ما احبہ و اعزہ نحو را بخوانیم و شما اعزہ و احبہ خود را
(منہج الصادقین ص ۳۴۴ ج ۲ طہران)

بااین الفاظ تفسیر الصافی میں موجود ہیں جس کا جی چاہے وہاں دیکھ لے
(اعزہ اہلہ)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضور علیہ السلام کا ساتھ لے جانا زیادہ محبت کی بناء پر تھا۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ حضور علیہ السلام کی اور کوئی حقیقی بیٹی ہی نہیں۔

مولوی اسماعیل کے استدلال کے مطابق اگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مباہلے میں اکیلے جانا۔ دوسری بیٹیوں کی نفی کرتا ہے۔ تو پھر حضور علیہ السلام کو فقط بارگاہ ایزدی کی حاضری نصیب ہوئی۔ کسی اور نبی اللہ کو بارگاہ ایزدی کی حاضری نصیب نہیں ہوئی۔ لہذا حضور علیہ السلام کے سوا کوئی اور نبی ہی نہیں۔ کیونکہ دوسرا اگر ہوتا تو ضرور حاضری نصیب ہوتی۔

اور آیت مباہلہ میں حضور علیہ السلام کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے جانا اس بات کی دلیل نہیں بنتا کہ حضور علیہ السلام کی کوئی اور حقیقی صاحبزادی نہیں لیجئے آیت مباہلہ کے متعلق اپنے ہی گھر کا حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

فرمود کہ ما احبہ و اعزہ خود را بخوانیم و شما اعزہ و احبہ خود را
(منہج الصادقین ص ۳۴۴ ج ۲)

بااین حوالہ تفسیر الصافی میں بھی موجود ہے۔ زیر آیت مباہلہ اعزۃ اہلہ
آیت مباہلہ کی تفسیر سے مسئلہ حل ہو گیا۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نجرانیوں کو فرمایا۔ کہ میں آپ کے مقابلے میں اس کو لاؤں۔ جس کو میں زیادہ عزیز رکھتا ہوں

عزیزیہ کا لفظ جناب کی تفسیر میں موجود ہے۔ اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے
سرور کائنات کی اور حقیقی بیٹی ہی نہیں۔ مولوی اسماعیل کا آیت مباہلہ سے
غلط استدلال پکڑنا ہباءً منثورا ہو گیا۔ اب اسماعیل شیعہ کے چند جاہلانہ استدلال
آیت قرآنیہ کا اختصار سے جواب نقل کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۱۔ ما کان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم (پ ۲۲ سورۃ احزاب)
ترجمہ۔ نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باپ کسی مرد کے تم میں سے

جواب نمبر ۱۔ اس آیت پاک کا شان نزول اگر مولوی اسماعیل صاحب نقل کر
دیتے۔ تو مسئلہ حل ہو جاتا۔ لیجئے فقیر پہلے شان نزول نقل کرتا ہے۔ تاکہ اسماعیل
شیعہ کی جہالت کا پتہ چل جائے گا۔ ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے اس
معاملۂ نکاح کے بعد بے ادبوں نے زبان طعن دراز کی کہ محمد صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم لوگوں کو تو نصیحت کرتے ہیں۔ کہ بیٹے کی جورو تم پر حرام ہے۔ اور
خود زید کو بیٹا بنایا اور ان کی عورت سے نکاح کر لیا۔ وہ لوگ تبنی کو حکم شرع
میں اصلی بیٹے کے برابر جانتے تھے۔

تو حق تعالٰے نے یہ آیت بھیجی۔ مقبول ترجمہ ص ۵۰۷ حسینی اردو ص ۲۵۲ جلد ۲
تفسیر عربی ص ۴۹۲ ج ۳۔ حافظ ابن کثیر نے تو اسی آیت سے نبی پاک صلی اللہ علیہ
وسلم کی حقیقی چار صاحبزادیاں ثابت کی ہیں۔ اسی آیت کے متعلق کتب شیعہ میں بھی
یہ مضمون موجود ہے۔ منہاج الصادقین ص ۳۳۲ ج ۷۔ نور الثقلین ص ۲۸۳ ج ۲
تفسیر قمی ص ۱۷۵ ج ۲۔ آیت نمبر ایک کا استدلال باطل ثابت ہو گیا

آیت نمبر ۲۔ آیت تطہیر کا شان نزول نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج
مطہرات کی شان میں ہے۔ تفسیر البحر المحیط ص ۲۲۶ ج ۷۔ تفسیر الصاوی علی الجلالین ص ۲۳۰ ج ۳
تفسیرات الاحمدیہ ص ۴۰۲ ج ۲۔ ابن عباس ص ۲۶۱۔ خازن علی المعالم ص ۲۵۹ ج ۵

بیضاوی شریف صہ ۵۵ ج ۲ ۔ تفسیر مظہری ۳۲۹ ج ۷ ۔ ابن کثیر صہ ۴۸۳ ج ۳ ۔ تفسیر قمی للشیعہ صہ ۱۹۴ ج ۲ ۔ ثم عطف علی نساء النبی فقال واذکرن ما یتلی فی بیوتکن من آیات القرآن ۔ شیعہ حضرات کی معتبر تفسیر قمی کی جو عبارت میں نے نقل کی ہے یہی عبارت تمام مفسرین اہل سنت نے نقل کی ہے ۔ آیت تطہیر سے تو حضور علیہ السلام کی ازواج پاک کا نوری ہونا ثابت ہے ۔ اور بعض نے آپ کی اولاد پاک کا بھی ذکر کیا ہے ۔

جواب نمبر ۳ ۔ آیت مباہلہ ۹ ھ میں نازل ہوئی ۔ اس وقت تینوں صاحبزادیاں وصال فرما چکی تھیں ۔ کوئی شیعہ آیت مباہلہ کے وقت تینوں صاحبزادیاں زندہ ثابت کر دے تو فی حوالہ ایک سو روپے انعام حاصل کرے

سوال نمبر ۱ ۔ خمس کہ سوائے فاطمۃ الزہرا کے ان لڑکیوں کو کبھی خمس نہیں ملا ورنہ قریشی ثابت کریں ۔

جواب نمبر ۴ ۔ واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل پ ۱۰ انفال ۔ فقسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینہم وبین اصحابہ ۔ مقبول ترجمہ صہ ۲۱۷ تفسیر قمی صہ ۲۵۵ ج ۱ طبع ایران اس خمس والی آیت میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر نہ دارد ۔ کوئی صاحب قمی پڑھ کر دیکھ لے ۔ اور آیت میں تمام قریشی عبد المطلب کی اولاد ۔ مسافر مسکین یتیم تمام قریبی شامل ہیں ۔ اکیلی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی شامل نہیں

سوال نمبر ۵ ۔ آیت آتِ ذا القربی کہ حضور نے حضرت سیدہ کو بلا کر فدک دیا ۔

جواب نمبر ۵ ۔ مولوی اسماعیل نے سورۃ اسراء آیت ۲۶ ۔ ابن کثیر کا حوالہ

کا حوالہ نقل کیا ہے۔ لیکن عبارت میں خیانت کی تفسیر ابن کثیر کی عبارت یوں ہے
ان الایۃ مکیۃ وفدک انما فتحت مع خیبر سنۃ سبع من الھجرۃ فکیف یلتئم ھذا فھو اذا حدیث منکر والاشبہ انہ من وضع الرافضۃ ابن کثیر عربی $\frac{۳۶}{۳}$ ط بیروت۔ نقل کردہ عبارت سے ثابت ہوا۔ کہ یہ حدیث منکر ہے اور رافضیوں کی وضع کردہ ہے۔ ابن کثیر والا سوال بھی باطل ثابت ہو گیا۔

سوال ۔ کوئی اہلسنت والجماعت اپنی کتب احادیث سے چاروں صاحبزادیوں کا اکٹھا ذکر دکھاوے تو ہم مان جائیں گے۔

جواب ۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال ولدت خدیجۃ رضی اللہ عنھا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلامین و اربع نسوۃ ۔ القاسم وعبد اللہ وفاطمۃ وام کلثوم ورقیۃ وزینب (المستدرک للحاکم ص $\frac{۱۶۱}{ج ۳}$)

ترجمہ ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد۔ دو لڑکے اور چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکے حضرت قاسم حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما لڑکیاں فاطمہ۔ ام کلثوم۔ رقیہ اور زینب رضی اللہ عنہم وایضاً تاریخ الخمیس ص $\frac{۲۷۲}{۱}$ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام عربی برحاشیہ الروض الانف ص $\frac{۱۲۳}{ج ۱}$ ۔ اوجز السیر لخیر البشر ص ۳۶ ۔ لیجئے! مشہور محدث حافظ ابن کثیر کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیں
قال ابن اسحاق فولدت لرسول اللہ (ص) ولدہ کلھم الا ابراھیم ۔ القاسم وکان بہ یکنی ۔ والطیب والطاھر زینب ورقیۃ وام کلثوم وفاطمۃ ۔ قال ابن ھشام

اکبرھم القاسم ۔ ثم الطیب ۔ ثم الطاھر ۔ و اکبر بناتہ رقیۃ ۔ ثم زینب ۔ ثم ام کلثوم ۔ ثم فاطمۃ (البدایہ والنہایہ ص ۲۹۴ ج ۲)
ابن اسحاق نے بیان کیا ۔ کہ تمام اولاد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے پیدا ہوئیں ۔ سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے ۔ اور قاسم اس کی کنیت تھی ۔ پھر طیب اور طاہر ۔ سیدہ زینب رضؓ اور سیدہ رقیہ رضؓ اور سیدہ ام کلثوم رضؓ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہم ۔ اور ابن ہشام نے بیان کیا ۔ کہ سب سے بڑے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ تھے ۔ پھر طیبؓ و طاہرؓ ۔ اور بنات الرسول سے بڑی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں ۔ پھر سیدہ زینبؓ پھر ام کلثومؓ ۔ پھر سب سے چھوٹی سیدہ فاطمہ رضؓ تھی ۔ مندرجہ بالا عبارت سے ثابت ہو گیا ۔ کہ رسول علیہ السلام کی حقیقی چار صاحبزادیاں ہیں ۔ آخر میں شیعہ حضرات کے معتبر محدث محمد ہاشم مشہدی کا عقیدہ پڑھیے ۔ اولاد (اصول کافی میں تحریر ہے کہ خدیجہ کبریٰؓ سے رسول اللہ کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں ۔ بعثت سے پہلے قاسم ۔ زینب رقیہ اور ام کلثوم پیدا ہوئیں ۔ بعثت کے بعد طیب ۔ طاہر اور فاطمہ زہرا پیدا ہوئیں طاہر جناب قاسم کا اور طیب جناب عبداللہ کا لقب ہے ۔ بحار میں منتقی گازرانی سے روایت ہے ۔ طاہر اور طیبؓ دونوں جناب عبداللہ کے لقب ہیں آنحضرت کی باقی تمام زوجات سے کوئی اولاد نہیں ہوئی ۔ ابراہیم ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوا ۔ رسول اللہ کی تمام اولاد مکہ میں پیدا ہوئی ۔ صرف ابراہیم مدینہ میں پیدا ہوئے
منتخب التواریخ ص ۳۲ ج ۱ ۔ نہج البلاغۃ عربی ص ۶۸ ج ۲ طبع بیروت

چیلنج

ہمارے نقل کردہ حوالہ جات کو اگر کوئی شیعہ غلط ثابت کرے تو فی حوالہ ایک ہزار روپیہ انعام حاصل کرے ۔ ورنہ اپنے عقیدے سے توبہ کرے ۔ وما علینا الا البلاغ المبین ۔